

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) ایس یو پی پی-8 ایس سی آر

چیرمین، یو۔ پی۔ جل نغم اور اے دیگر

بنام

جسونت سنگھ اور اے دیگر

10 نومبر 2006

(ڈاکٹر اے آر۔ لکشمین اور اے کے ماتھور، جسٹس صاحبان)

ہندوستان کا آئین- آرٹیکل 226- ملازمین کی طرف سے 58 سال کی عمر میں ان کی پیرانہ سالی کی عمر کو اس بنیاد پر چیلنج کرنے والی درخواستیں کہ ریاستی حکومت کے ملازمین کی پیرانہ سالی کی عمر 60 سال ہے- عدالت عظمیٰ نے ہرویندر کمار بمقابلہ چیف انجینئر، کرکٹ اور دیگر میں، (2005) 13 ایس سی سی 300 نے پیرانہ سالی کی عمر کو 60 سال قرار دیا- ملازمین کی طرف سے تحریری درخواستیں، جو بہت عرصہ پہلے سبکدوش اور پیرانہ سالی کے بعد کے فوائد کو قبول کیا، عدالت عظمیٰ کے فیصلے کی روشنی میں دو سال کی تنخواہ کی ادائیگی کا دعویٰ کرتے ہوئے- عدالت عالیہ نے تحریری درخواستوں کی اجازت دی- درخواستیں- کی درستی- منعقد، ملازمین تاخیر اور دیری کی وجہ سے کسی بھی راحت کے حقدار نہیں ہیں۔

درخواست کنندہ تنظیم کے کچھ ملازمین، جو 58 سال کی عمر میں ریٹائر ہونے پر سبکدوش تھے، نے اس بنیاد پر سبکدوش کی عمر کو چیلنج کرتے ہوئے عدالت عالیہ کے سامنے تحریری درخواستیں دائر کیں کہ ریاستی حکومت کے ملازمین کی سبکدوش کی عمر 60 سال تھی اور اس لیے انہیں بھی 60 سال کی عمر تک کام جاری رکھنے کی اجازت دی جانی چاہیے۔ عدالت عالیہ نے تحریری درخواستوں کو خارج کر دیا۔ یہ عدالت، مقدمات کے ایک بیچ میں، ہرویندر کمار

دیگر ان چیف انجینئر، کرک اور دیگر میں۔ (2005) 13 ایس سی سی 300 نے فیصلہ دیا کہ ملازمین 60 سال کی عمر تک کام جاری رکھنے کے حقدار ہیں۔ اس عدالت نے مزید کہا کہ ان ملازمین کی صورت میں جنہیں اپیل کنندہ نے 58 سال کی عمر مکمل کرنے کے بعد کام جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی ہے، وہ 60 سال کی عمر تک بقیہ مدت کے لیے تنخواہ کی ادائیگی کے حقدار ہوں گے۔ ہرویندر کمار میں اس عدالت کے فیصلے کی بنیاد پر، مدعا علیہان کی طرف سے متعدد تحریری درخواستیں دائر کی گئیں، جو بہت پہلے ریٹائر ہو چکے تھے اور جنہوں نے پہلے سبکدوشی کی عمر کو چیلنج کیے بغیر سبکدوشی کے بعد کے فوائد قبول کر لیے تھے۔ عدالت عالیہ نے ہرویندر کمار کے فیصلے کی روشنی میں تحریری درخواستوں کو نمٹا دیا۔

اس عدالت میں اپیل میں، اپیل کنندہ تنظیم نے دعویٰ کیا کہ مدعا علیہان تاخیر اور لالٹھیوں کے مجرم ہیں اور اس لیے انہیں کوئی راحت نہیں دی جانی چاہیے؛ کہ، اگر اس تاخیر کے مرحلے پر راحت دی جاتی ہے، تو اس سے بہت بڑا مالی بوجھ پڑے گا؛ کہ بھاری مالی بوجھ اٹھانے کے لیے کافی فنڈ نہیں ہے اور یہ تنظیم کی مالی حالت کو مکمل طور پر تباہ کر دے گا؛ اور یہ کہ راحت ان افراد تک محدود ہونی چاہیے جو خدمت میں جاری تھے اور وقت پر اپنی رٹ درخواستیں دائر کر رہے تھے۔

درخواستوں کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

فیصلہ: 1.1 جواب دہندگان مجرم ہیں کیونکہ انہوں نے سبکدوشی کو قبول کرنے میں رضامندی ظاہر کی ہے اور وقت پر اسے چیلنج نہیں کیا ہے۔ اگر وہ کافی چوکس ہوتے تو وہ اس معاملے میں دیگران کی طرح عرضی درخواست دائر کر سکتے تھے۔ لہذا، جب بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دعویٰ دائر تحریری درخواستیں دائر کرنے کے لیے وقت پر موقع پر نہیں اٹھے، تو ایسے معاملات میں عدالت کو لازمی کو راحت دینے میں بہت سست روی اختیار کرنی چاہیے۔ (923-ڈی۔ای)

ہرویندر کمار دیگران بنام چیف انجینئر، کرک اور دیگر، (2005) 13 ایس سی سی 300؛ میسرز روپ ڈائنمنڈ اور دیگر۔ دیگران بنام یونین آف بھارت اور دیگر، (1989) 2 ایس سی سی 356؛ ریاست کرناٹک اور دیگر۔ وی۔ ایس۔ ایم۔ کوٹریا اور دیگر، (1996) 6 ایس سی سی 267؛ جگدیش لال اور دیگر۔ وی۔ ریاست ہریانہ

اور دیگر، (1997) 6 ایس سی سی 538؛ یونین آف بھارت اور دیگران بنام سی۔ کے۔ دھراگپت اور دیگر، (1997) 3 ایس سی سی 395؛ حکومت ویسٹ بنگال بنام تارون کے رائے اور دیگر، (2004) 1 ایس سی سی 347 اور دیال سنگھ اور دیگر بنام یونین آف بھارت اور دیگران۔ (2003) 2 ایس سی سی 593، حوالہ دیا گیا۔

1.2. اگر جواب دہندگان نے وقت پر اپنی سبکدوشی کو چیلنج کیا ہوتا، تو شاید درخواست کنندہ ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے کے لیے مناسب اقدامات کرتا۔ (ایف-923)

اگر اس تاخیر کے مرحلے پر، اگر جواب دہندگان کو اسی طرح کی راحت دی جاتی ہے، تو اس سے درخواست کنندہ تنظیم پر غیر ضروری طور پر زیادہ بوجھ پڑے گا اور تنظیم ان افراد کو دو سال کی تنخواہ اور پنشن کے فوائد میں اضافے کے لحاظ سے ادائیگی کی ذمہ داری کے ساتھ مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ لہذا، یہ عدالت ان افراد کو کوئی راحت دینے کی طرف مائل نہیں ہے جنہوں نے سبکدوشی کی عمر کے بعد عدالت سے رجوع کیا ہے۔ صرف ان افراد کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دی جانی چاہیے۔ جنہوں نے ملازمت کے دوران عرضی درخواستیں دائر کی ہیں یا جنہوں نے اپنی سبکدوشی کے لیے عبوری حکم حاصل کیا ہے نہ کہ دیگران کو۔ (ایف-924-ایچ)

کرشینا کمار بنام یونین آف بھارت اور دیگر وغیرہ۔ وغیرہ۔ (1990) 4 ایس سی سی 207 کا حوالہ دیا گیا ہے۔

درخواست دیوانی کا دائرہ اختیار فیصلہ: 2006 کی دیوانی اپیل نمبر 4790۔

الہ آباد میں عدالت عالیہ آف جوڈیکلچر کے حتمی فیصلے اور حکم سے C.M.W.P۔ نمبر۔ 5753/2006۔ درخواست گزاروں کے لیے پی پی راؤ، ڈاکٹر سمنت بھاردواج، آئی پی سنگھ شیشادری شیکھر، شمبادیہ، مردولہ رے بھاردواج۔ جواب دہندہ نمبر 1 کے لیے رچن گپتا، اندرا پرتاپ سنگھ، سید علی احمد، سید تنویر احمد، ایس ایس بند یو پادھیائے، شیو پتی بی پانڈے، شہناز حسن اور موہن پانڈے۔

ریاست یو پی کے لیے شوبادکشت، ڈی کے، گوسوامی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

اے۔ کے۔ ماتھور، جسٹس رخصت دی گئی۔

درخواستوں کے اس تمام بیچ میں قانون اور حقیقت کے اسی طرح کے سوالات شامل ہیں، لہذا، انہیں اس مشترکہ حکم کے ذریعے نمٹا دیا جاتا ہے۔

یہ تمام جواب دہندگان اتر پردیش جل نگم (جسے اس کے بعد 'نگم' کہا جائے گا) کے ملازمین ہیں اور وہ 58 سال کی عمر میں پیرانہ سالی ہونے پر سبکدوش تھے۔ ان میں سے کچھ نے الہ آباد کی عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار میں عرضی درخواست دائر کی جس میں نگم کے ملازمین کی 58 سال کی عمر تک سبکدوشی کو چیلنج کیا گیا جبکہ ریاستی حکومت کے ملازمین کو 60 سال کی عمر تک کام جاری رکھنے کی اجازت دی گئی تھی اور اس لیے انہیں بھی 60 سال کی عمر تک کام جاری رکھنے کی اجازت دی جانی چاہیے۔ عدالت عالیہ کے سامنے دائر رٹ درخواستیں ناکام ہو گئیں اور 2002 کی اس دیوانی درخواست اور دیگر درخواستوں کے بیچ کے خلاف اس عدالت کے سامنے دائر کی گئیں۔ اس عدالت نے ہریندر کمار کے کیس کو دیگر اپیلوں کے ساتھ نمٹا دیا اور فیصلہ دیا کہ نگم کے ملازمین 60 سال تک کام جاری رکھنے کے حقدار ہیں۔ یہ (2005) 13 ایس سی سی 300 میں رپورٹ کیا گیا ہے۔ مذکورہ فیصلے کا عملی حصہ درج ذیل ہے:

"10۔ مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر، ہمارا خیال ہے کہ جب تک ضابطہ بندی کے ضابطے 31 میں ترمیم نہیں کی جاتی ہے، 60 سال جو کہ ریاست اتر پردیش کے تحت ملازمت کرنے والے سرکاری خدام کی پیرانہ سالی کی عمر ہے، نگم کے خدام پر لاگو ہوگی۔ تاہم، ریاستی حکومت کی سابقہ منظوری کے ساتھ یہ نگم کے لیے کھلا ہوگا کہ وہ ضابطہ بندی 31 میں مناسب ترمیم کرے اور نگم کے ملازمین کی ملازمت کی شرائط میں تبدیلی کرے، بشمول ان کی پیرانہ سالی کی عمر۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر ایسا کیا جاتا ہے تو ایسا ہی متوقع ہوگا۔

11۔ مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر، اپیلوں کے ساتھ ساتھ رٹ درخواستوں کی اجازت ہے، عدالت عالیہ کی طرف سے رٹ درخواستوں کو مسترد کرنے کے ساتھ ساتھ نگم کی طرف سے بھی احکامات جاری کیے گئے ہیں جن میں ہدایت کی گئی ہے کہ سول اپیلوں کے اپیل کنندگان اور رٹ درخواستوں کے درخواست گزار 58 سال کی عمر مکمل

ہونے پر ریٹائر ہو جائیں گے اور یہ ہدایت دی گئی ہے کہ اگر ملازمین کو کسی عبوری حکم کی وجہ سے 60 سال کی عمر تک جاری رہنے کی اجازت دی گئی ہے تو ان سے کوئی وصولی نہیں کی جائے گی لیکن اگر انہیں غلطی کی وجہ سے 58 سال کی عمر مکمل ہونے کے بعد جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ نگم کی طرف سے بغیر کسی غلطی کے لیا گیا فیصلہ، وہ 60 سال کی عمر تک کی بقیہ مدت کے لیے تنخواہ کی ادائیگی کے حقدار ہوں گے جو انہیں نگم کی طرف سے اس حکم کی نقل موصول ہونے کی تاریخ سے تین ماہ کی مدت کے اندر ادا کی جانی چاہیے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عدالت کے سامنے اپیلوں اور عرضی درخواستوں کے زیر التواء ہونے کے دوران اور اس عدالت کے ذریعے ان کے نمٹارے کے بعد، عدالت عالیہ میں ان ملازمین کی طرف سے عرضی درخواستوں کا سلسلہ جاری رہا جو بہت پہلے سبکدوش ہو چکے تھے۔ کچھ درخواستیں ان ملازمین کی طرف سے دائر کی گئی تھیں جو بہت پہلے 58 سال کی عمر میں سبکدوش تھے۔ تاہم، کچھ خوش قسمت تھے کہ انہیں ملازمت میں جاری رہنے کی اجازت دینے والے عبوری احکامات موصول ہوئے۔ ہریندر کمار (اوپر) کے معاملے میں فیصلے کے بعد 2005 میں مختلف تاریخوں پر عدالت عالیہ میں متعدد رٹ درخواستیں دائر کی گئیں اور کچھ 2002 اور 2005 کے درمیان دائر کی گئیں۔ ان تمام رٹ درخواستوں کو ہر ویندر کمار (اوپر) کے معاملے میں فیصلے کی روشنی میں نمٹا دیا گیا اور انہیں 60 سال کی عمر تک ملازمت میں رہنے کے لیے راحت دی گئی۔

لہذا، یہ تمام درخواستیں وقتاً فوقتاً عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کیے گئے مختلف احکامات کے خلاف اٹھتی ہیں۔ جہاں تک اصل مسئلے کا تعلق ہے، اسے اس عدالت نے حل کر لیا ہے۔ لہذا، قانونی تجویز پر کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ لیکن واحد سوال ایسے دوسرے افراد کو راحت فراہم کرنا ہے جو چوکس نہیں تھے اور اپنی سبکدوشی کو چیلنج کرنے کے لیے جاگتے نہیں تھے اور انہوں نے اسے قبول کیا لیکن ہر ویندر کمار (اوپر) کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے کے بعد رٹ درخواستیں دائر کیں۔ کیا وہ اسی طرح کی راحت کے حقدار ہیں یا نہیں؟ لہذا، ایک سنگین سوال جو غور و فکر کے لیے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا وہ ملازمین جنہوں نے اپنی سبکدوشی کو چیلنج کرنے کے لیے جاگ کر اسے قبول نہیں کیا، اپنے سبکدوشی کے بعد کے فوائد اکٹھا کیے، کیا ایسے افراد کو اس عدالت کے بعد کے فیصلے کی روشنی میں راحت دی جاسکتی ہے؟

اس عدالت نے کئی فیصلوں میں تاخیر اور تاخیر کے سوال کا جائزہ لیا ہے اور آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت صوابدیدی ریلیف کے استعمال میں تاخیر اور تاخیر کو ایک اہم عنصر سمجھا گیا ہے۔ جب کوئی شخص جو اپنے حقوق کے

بارے میں چوکس نہیں ہے اور صورت حال کو تسلیم کرتا ہے، تو کیا اس کی عرضی پٹیشن کی سماعت ایک دو سال بعد اس بنیاد پر کی جاسکتی ہے کہ وہی راحت اسے دی جائے جو اسی طرح کے مقام پر موجود شخص کو دی گئی تھی جو اپنے حقوق کے بارے میں چوکس تھا اور اس نے اپنی سبکدوشی کو چیلنج کیا تھا جسے 58 سال کی عمر تک پہنچنے پر بنایا گیا تھا۔ ہمیں ایک چارٹ فراہم کیا گیا ہے جس میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ نگم کے ملازمین کی طرف سے ان کی سبکدوشی سے پہلے تقریباً 9 رٹ درخواستیں دائر کی گئی تھیں جس میں ان کی سبکدوشی 30.6.2005 اور 31.7.2005 کے درمیان تھی۔ دو عرضی درخواستیں دائر کی گئیں جن میں عبوری حکم کی کوئی راحت منظور نہیں کی گئی۔ انہیں عبوری حکم دیا گیا۔ اس کے بعد عرضی درخواستوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس میں 2001، 2002، 2003، 2004 اور 2005 کے سالوں میں ریٹائر ہونے والے ملازمین اپنی سبکدوشی کے بہت بعد 2005 اور 2006 میں عرضی درخواستیں دائر کرنے کے لیے جاگ گئے۔ کیا ایسے افراد کو وہی راحت دی جانی چاہیے یا نہیں؟

درخواست گزاروں کے فاضل وکیل نے مختلف فیصلوں کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی ہے تاکہ اس بات پر زور دیا جاسکے کہ جو لوگ اس طرح کی پریشانیوں کے مجرم ہیں اور صورت حال سے اتفاق کرتے ہیں انہیں کوئی راحت نہیں دی جانی چاہیے کیونکہ اس سے نگم کو بھاری مالی بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ لہذا، راحت ان افراد تک محدود ہونی چاہیے جو ملازمت میں برقرار تھے اور وقت پر اپنی عرضی درخواستیں دائر کر رہے تھے لیکن ان سب کے لیے نہیں جو اپنی سبکدوشی کے بہت بعد رٹ درخواستیں دائر کرنے کے لیے جاگ گئے تھے۔ دیگران سلسلے میں، ایم/ایس روپ ڈائمنڈز اینڈ اورز کے معاملے میں دیگران عدالت کے فیصلے کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی۔ ورسز یونین آف بھارت اینڈ اورس، نے (1989) 2 ایس سی سی 356 میں رپورٹ کیا، جس میں ان کے حاکموں نے مشاہدہ کیا کہ وہ لوگ جو باڑ پر بیٹھے تھے جب تک کہ کوئی اور ڈیوٹی کی واپسی کے لیے معاملہ عدالت میں نہیں لے جاتا، انہیں فائدہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس تناظر میں، ان کی حاکمیت درج ذیل تھی:

“درخواست گزار ان دعووں کو دوبارہ دہرا رہے ہیں جن کی انہوں نے کئی سالوں سے پیروی نہیں کی تھی۔ درخواست گزار چوکس نہیں تھے لیکن سوئے ہوئے ہونے پر مطمئن تھے اور باڑ پر بیٹھنے کا انتخاب کیا جب تک کہ کسی اور کے معاملے کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ ان کے کیس پر اس کی مشابہت پر غور نہیں کیا جاسکتا جہاں کسی قانون کو عدالت نے غیر آئینی اور کالعدم قرار دیا تھا، تاکہ افراد کو بعد میں کالعدم قرار دیے گئے قانون کی مجبوری کے تحت ادا کی گئی رقم کی وصولی کے قابل بنایا جاسکے۔ موجودہ تحریری درخواست کو ترجیح دینے میں ایک غیر واضح، بے حد تاخیر بھی

ہے جو پہلے مسترد ہونے کے ایک سال بعد لائی جاتی ہے۔ جیسا کہ درگا پرساد کیس میں عدالت نے مشاہدہ کیا، اس ملک کی تبادلے کی پوزیشن اور بین الاقوامی تجارت کے حوالے سے حکومت کی حکمت عملی سال بہ سال مختلف ہوتی ہے۔ ان معاملات میں یہ ضروری ہے کہ وہ افراد جو حکومت کے احکامات سے ناراض ہیں وہ قانون، قاعدے یا نظم و ضبط کے ذریعہ فراہم کردہ علاج کو ختم کرنے کے بعد عدالت عالیہ سے رجوع کریں۔ لہذا، یہ تاخیر عدالت کو مداخلت سے انکار کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اگر اپیل کا حق دستیاب ہے، تو عرضی جانبداری کو مسترد کرنے کا یہ حکم ایسی کسی بھی اپیل میں درخواست گزاروں کے کیس کو متاثر نہیں کرے گا۔"

ریاست کرناٹک اور دیگر کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے کی طرف بھی ہماری توجہ مبذول کرائی گئی۔ دیگران بنام ایم۔ کوٹریا اور دیگر، (1996) 6 ایس۔ سی۔ سی۔ 267 میں رپورٹ کیے گئے۔ اس معاملے میں جواب دہندگان اس راحت کا دعویٰ کرنے کے لیے جاگ گئے جو ٹریبونل نے اپنے ساتھیوں کو تاخیر کو معاف کرنے کی درخواست کے ساتھ دی تھی۔ ٹریبونل نے تاخیر کو معاف کر دیا۔ لہذا، ریاست نے اس معاملے پر غور کرنے کے بعد اس عدالت اور اس عدالت سے رجوع کیا جس کا مشاہدہ مندرجہ ذیل ہے:

“اگرچہ دفعہ 21 کی ذیلی دفعہ (1) یا (2) میں مذکور مدت کے اندر ہونے والی تاخیر کی وضاحت دینا ضروری نہیں ہے، لیکن اس تاخیر کے لیے وضاحت دی جانی چاہیے جو مناسب معاملے پر لاگو مذکورہ متعلقہ مدت کی میعاد تارتخ انقضا ہونے کے بعد ہوئی تھی اور ٹریبونل کو خود کو مطمئن کرنا چاہیے کہ آیا پیش کردہ وضاحت مناسب تھی یا نہیں۔ فوری معاملے میں، وضاحت پیش کی گئی کہ انہیں اگست 1989 میں ٹریبونل کی طرف سے دی گئی راحت کے بارے میں معلوم ہوا اور اس کے فوراً بعد انہوں نے عرضی دائر کی۔ یہ بالکل مناسب وضاحت نہیں ہے۔ ذیلی دفعہ (1) اور (2) کے تحت ان سے وضاحت کرنے کی ضرورت تھی کہ وہ ذیلی دفعہ (1) یا (2) کے تحت مقرر کردہ مدت کی میعاد تارتخ انقضا ہونے سے پہلے اپنی شکایات کے ازالے کے علاج سے کیوں فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ یہ وضاحت نہیں دی گئی تھی۔ لہذا، ٹریبونل نے تاخیر کو معاف کرنے میں مکمل طور پر بلا جواز تھا۔"

اسی طرح جگدیش لال اور دیگران بنام دیگران کے معاملے میں۔ ریاست ہریانہ اور دیگر نے (1997) 6 دیگران بنام سی سی 538 میں رپورٹ کیا، اس عدالت نے اس اصول کی تصدیق کی کہ اگر کوئی شخص اس معاملے پر بیٹھنے کا انتخاب کرتا ہے اور پھر عدالت کے فیصلے کے بعد جاگ جاتا ہے، تو دیگران بنام شخص فائدہ اٹھانے کے لیے

کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا:

“تاخیر آئین کے آرٹیکل 226 یا آرٹیکل 32 کے تحت صوابدیدی ریلیف کے لیے کسی فریق کو نااہل قرار دیتی ہے۔ اپیل گزار طویل عرصے تک اپنے حقوق پر سوتے رہے اور ویرپال سنگھ چوہان کیس سے تحریک ملنے پر جاگ گئے۔ درخواست گزاروں کی سناریو کو دوبارہ کرنے کی مایوس کن کوشش اس دیر سے مرحلے پر عدالتی جائزے کے قابل نہیں ہے۔

یونین آف بھارت اور او آر ایس کے معاملے میں۔ دیگران بنام سی۔ کے۔ دھراگپت اور دیگر،
(1997) 3 ایس سی سی 395 میں رپورٹ کیا گیا، اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا:

“تاہم، ہم واضح کرتے ہیں کہ ہمارے اس نتیجے کے پیش نظر کہ آر۔ پی۔ جوشی نے ٹریبونل کے فیصلے سے صرف جوشی کو راحت ملتی ہے، ٹریبونل کے مذکورہ فیصلے کا فائدہ کسی دوسرے شخص کو نہیں دیا جاسکتا۔ مدعا علیہ سی۔ کے۔ دھاراگپتا (ریٹائرڈ ہونے کے بعد سے) جوشی کیس کا فائدہ مانگ رہا ہے۔ ہمارے اس نتیجے کے پیش نظر کہ ٹریبونل کے مورخہ 17-3-1987 کے فیصلے کا فائدہ صرف جوشی کو دیا جاسکتا ہے اور کوئی اور نہیں، یہاں تک کہ دھراگپت بھی کسی راحت کا حقدار نہیں ہے۔”

حکومت کے معاملے میں ڈبلیو۔ بی بنام ترون کے رائے اور دیگران نے (2004) 1 ایس سی سی 347 میں رپورٹ کیا، ان کے حاکموں نے تاخیر کو سنگین عنصر سمجھا اور راحت نہیں دی۔ اس میں اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا:

“اس کے مزید برآں مدعا علیہان عرضی درخواستیں دائر کرنے میں ان کی طرف سے ہونے والی شدید تاخیر اور لاپرواہی کی بنیاد پر بھی کسی راحت کے حقدار نہیں ہیں۔ پہلی دو عرضی درخواستیں سال 1976 میں دائر کی گئیں جن میں مدعا علیہان نے 1992 میں عدالت عالیہ سے رجوع کیا۔ 1976 اور 1992 کے درمیان نہ صرف دو عرضی درخواستوں کا فیصلہ کیا گیا تھا، بلکہ کسی نہ کسی طرح اس معاملے پر بھی اس عدالت نے دید اس کمار کے معاملے میں غور کیا تھا۔ تاخیر کی درخواست، جس کے بارے میں مسٹر کرشنامانی کہتے ہیں، اسی طرح کے دیگر افراد کو راحت سے انکار

کرنے کی بنیاد ہونی چاہیے، جواب دہندگان کے خلاف کام کرے گی۔ مزید برآں دوسرے ملازمین کا اس عدالت کے سامنے نہ ہونا اگرچہ وہ اپنی شکایات کو مناسب عدالتوں کے سامنے جانبداری کر رہے ہیں، کوئی ایسا حکم منظور نہیں کیا جانا چاہیے جس سے ان کے مقصد کو نقصان پہنچے۔ ایسی صورت حال میں، ہم صرف جواب دہندگان کو کچھ راحت دینے کے مقصد سے کوئی مشاہدہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جس کے وہ قانونی طور پر حقدار نہیں ہیں تاکہ وہاں کے دیگران کو ان سے محروم کیا جاسکے جو عدالت کے ذریعے اس کے حقدار پائے جاسکیں۔"

قانون کے بیان کا خلاصہ ہالسبری کے انگلینڈ کے قوانین، پیرا گراف 911، صفحہ 395 میں بھی کیا گیا ہے۔ جیسا کہ:

"اس بات کا تعین کرنے میں کہ آیا اس طرح کی تاخیر ہوئی ہے جو کہ لاپز کے مترادف ہے، جن اہم نکات پر غور کیا جانا چاہیے وہ ہیں:

(i) دعویدار کی طرف سے رضامندی؛ اور

(ب) موقف کی کوئی تبدیلی جو مدعا علیہ کی طرف سے ہوئی ہو۔

اس لحاظ سے قبولیت کا مطلب اس وقت تک کھڑے رہنا نہیں ہے جب تک کہ کسی حق کی خلاف ورزی جاری ہے، بلکہ خلاف ورزی مکمل ہونے اور دعویدار کو اس سے آگاہ ہونے کے بعد رضامندی دینا ہے۔ دعویدار کو کوئی علاج دینا غیر منصفانہ ہے جہاں، اس کے طرز عمل سے، اس نے وہ کام کیا ہے جسے منصفانہ طور پر اس کی چھوٹ کے مترادف سمجھا جاسکتا ہے۔ یا جہاں اس کے طرز عمل اور لاپرواہی سے، اگرچہ علاج کو معاف نہیں کیا گیا ہے، اس نے دوسرے فریق کو ایسی پوزیشن میں ڈال دیا ہے جس میں اسے رکھنا مناسب نہیں ہوگا اگر بعد میں علاج پر زور دیا جائے۔ ایسے معاملات میں وقت کا وقفہ اور تاخیر سب سے زیادہ مادی ہوتے ہیں۔ ان غور و فکر پر نظریہ غفلت منحصر ہے۔"

جیسا کہ اوپر خلاصہ کیا گیا ہے، قانون کے بیان کے پیش نظر، جواب دہندگان مجرم ہیں کیونکہ جواب دہندگان نے سبکدوشی کو قبول کرنے میں رضامندی ظاہر کی ہے اور وقت پر اسے چیلنج نہیں کیا ہے۔ اگر وہ کافی چوکس ہوتے تو وہ اس معاملے میں دیگران کی طرح عرضی درخواستیں دائر کر سکتے تھے۔ لہذا، جب بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دعویداروں نے وقت ضائع کیا یا دور رہتے ہوئے اور عرضی درخواستیں دائر کرنے کے لیے وقت پر نہیں اٹھے، تو ایسے

معاملات میں عدالت کو لازمی راحت دینے میں بہت سست روی اختیار کرنی چاہیے۔ دوم، اس پر لازمی کی طرف سے رضامندی یا چھوٹ کے سوال پر بھی غور کیا جانا چاہیے کہ آیا اگر راحت دی جاتی ہے تو دیگر فریق متعصبانہ ہونے والے ہیں۔ موجودہ معاملے میں، اگر جواب دہندگان نے ایکٹ کی دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی سبکدوشی کو چیلنج کیا ہوتا، تو شاید نگم ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے کے لیے مناسب اقدامات کر سکتے تھے لیکن اپنے حقوق پر زور نہ دے کر جواب دہندگان نے وقت گزرنے دیا ہے اور چند سال گزرنے کے بعد، انہوں نے دو سال کے فائدے کا دعویٰ کرتے ہوئے رٹ درخواستیں دائر کی ہیں۔ اس کے لیے یقینی طور پر نگم کو فنڈز اکٹھا کرنے کی ضرورت ہوگی جس سے نگم کے مالی انتظام پر سنگین مالی اثرات مرتب ہوں گے۔ عدالت کو ایسے افراد کے بچاؤ کے لیے کیوں آنا چاہیے جب کہ وہ خود معافی اور رضامندی کے مجرم ہیں۔

اس کے برعکس دیال سنگھ اور دیگر کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی۔ دیگران بنام یونین آف بھارت اینڈ دیگران نے (2003) 2 ایس سی سی 593 میں رپورٹ کیا۔ اس معاملے میں ان کے حاکموں نے مشاہدہ کیا کہ جب عدالت عالیہ نے صوابدید کا استعمال کیا اور تاخیر کو معاف کیا تو ایس ایل پی مرحلے پر عدالت عظمیٰ کے لیے صرف اسی بنیاد پر عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دینا مناسب نہیں ہے اور اس سے بھی زائد، جہاں متنازعہ فیصلہ قانونی طور پر پائیدار ہے۔ یہ مقدمہ جواب دہندگان کو کوئی مدد فراہم نہیں کرتا ہے۔

درخواست گزاروں کے ماہر وکیل نے یہ بھی نشاندہی کی ہے کہ اس تاخیر کے مرحلے پر اگر ان جواب دہندگان کو راحت دی جاتی ہے جنہوں نے ریٹائر ہو کر سبکدوشی قبول کر لی ہے، تو اس سے نگم پر -/80,43,108 Rs.17 کا بہت بڑا بوجھ پڑے گا۔ اور اس تاخیر کے مرحلے پر اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کے لیے کافی فنڈز موجود نہیں ہیں۔ یہ نگم کی مالی حالت کو مکمل طور پر تباہ کر دے گا اگر وہ تمام افراد جو چوکس نہیں تھے اور عدالت کے سامنے اپنا معاملہ نہیں اٹھاتے تھے، تو یہ نگم کے لیے ایک بڑا دھچکا ثابت ہوگا۔ دیگران سلسلے میں، کرشن کمار کی بنام یونین آف بھارت اور دیگر وغیرہ کے معاملے میں دیگران عدالت کے فیصلے کا حوالہ دیا گیا تھا۔ وغیرہ۔ (1990) 4 ایس سی سی 207 میں رپورٹ کیا گیا۔ اس صورت میں سوال یہ تھا کہ ریلوے کے پروویڈنٹ فنڈ ہولڈرز کو پنشن کا فائدہ دیا جائے۔ اگر عدالت کو لگتا ہے کہ حکومت کو مثبت ہدایت نہیں دی جاسکتی تو درخواست کی گئی کہ کم از کم جواب دہندگان کو یا تو سب سے پنشن لینے کا فائدہ واپس لینے یا درخواست گزاروں کو دینے کا اختیار دیا جائے، تاکہ امتیازی سلوک ختم ہو

جائے۔ اس عدالت نے پیشکش کو مسترد کر دیا اور اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا:

”ہم ان میں سے کسی بھی پیشکش کو قبول کرنے کے لیے مائل نہیں ہیں۔ پی ایف ریٹائرڈ اور پنشن ریٹائرڈ افراد کا تعلق کسی طبقے سے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی امتیازی سلوک نہیں ہے۔ سالانہ مالیاتی گوشوارہ میں شامل اخراجات کے معاملے میں، اس عدالت کو آئین کے تحت حکومت کے تین مشترکہ اعضاء کے درمیان افعال کی تقسیم کی وجہ سے کوئی حکم منظور کرنے یا کوئی ہدایت دینے سے گریز کرنا پڑتا ہے۔“

لہذا، اس تاخیر کے مرحلے میں اگر ان افراد کو بھی اسی طرح کی راحت دی جانی ہے جنہوں نے عدالت سے رجوع نہیں کیا ہے جس سے نگم اور نگم پر غیر ضروری طور پر زیادہ بوجھ پڑے گا اور ان افراد کو دو سال کی تنخواہ اور پنشن کے فوائد میں اضافے کے لحاظ سے ادائیگی کی ذمہ داری مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ لہذا، ہم ان افراد کو کوئی راحت دینے کے لیے مائل نہیں ہیں جنہوں نے سبکدوشی کے بعد عدالت سے رجوع کیا ہے۔ صرف ان افراد کو جنہوں نے ملازمت کے دوران رٹ درخواستیں دائر کی ہیں یا جنہوں نے اپنی سبکدوشی کے لیے عبوری حکم حاصل کیا ہے، ان افراد کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دی جانی چاہیے نہ کہ دیگر ان کو۔ ہمیں ان نو افراد کا چارٹ دیا گیا ہے، جنہوں نے عرضی درخواستیں دائر کیں اور روک حاصل کی اور خدمت میں جاری ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

- 1۔ شری بھوانی سیوک شکلا
- 2۔ شری وجے بہادر رائے
- 3۔ شری گریجا شنکر
- 4۔ شری یوگیندر پرکاش کلشرشت
- 5۔ شری ونود کمار بنسل
- 6۔ شری پردم پرشاد مشرا
- 7۔ شری بنکے بہاری پانڈے
- 8۔ شری یشونت سنگھ
- 9۔ شری چندر شیکھر

اور مندرجہ ذیل افراد نے سبکدوشی سے پہلے تحریری درخواستیں دائر کیں لیکن کوئی حکم التوا متنازع منظور نہیں کیا

گیا۔

1- شری گوپال سنگھ ڈنگوال (ڈبلیو/ پی نمبر۔ 35384 / 05 مورخہ 5.5.2005)

2- شری آر آر گوتم (ڈبلیو/ پی نمبر۔ 45495 / 05 بذریعہ آرڈر تاریخ 15.6.05)

فوائد صرف مذکورہ بالا افراد تک محدود ہوں گے جنہوں نے اپنی سبکدوشی سے پہلے تحریری درخواستیں دائر کی ہیں یا انہوں نے اپنی سبکدوشی سے پہلے عبوری حکم حاصل کیا ہے۔ نگم کی طرف سے ان افراد کے خلاف دائر کی گئی اپیلیں ناکام ہو جائیں گی اور انہیں مسترد کر دیا جائے گا۔ باقی اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے اور عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ احکامات کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

یہ پیش کیا جاتا ہے کہ توہین عدالت کی درخواستیں عدالت عالیہ کے سامنے دائر کی گئی تھیں۔ اپیلوں کے اس بیج میں منظور کیے گئے حکم کے پیش نظر توہین عدالت کی درخواستیں برقرار نہیں رہیں گی اور انہیں خارج کر دیا جاتا ہے۔

درخواستیں نمٹائے گئے

بی۔ ایس